بسم اللہ الرحمن الرحیم

حرفِ آغاز

حبیب الرحمن اعظمی

حقیقتِ تصوف

احسان یا بہ الفاظِ متعارف ''تصوف'' کیا ہے؟ انسانی روح کا اپنے مطلوبِ حقیقی سے ملنے کا شدید اشتیاق؟ تصوف کیا ہے؟ اخلاق کی جان اور ایمان کا کمال، شریعت اسلامی اس کی اساس اورقرآن وحدیث اس کا سرچشمہ؛ چناں چہ سید الطائفہ شیخ جنید بغدادیؒ کا بڑے واضح الفاظ میں اعلان ہے کہ:

''ایں راہ کسے یابد کہ کتاب بردست راست گرفتہ باشد وسنتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بردست چپ ودرروشنائی ایں دوشمع می رودتانہ درمغاک شبہت افتدنہ درظلمتِ بدعت۔''

اس راہ کو وہی پاسکتا ہے جو کتاب اللہ کو داہنے ہاتھ میں اور سنتِ رسول ﷺ کو بائیں ہاتھ میں لیے ہواور ان دونوں چراغوں کی روشنی میں راہِ سلوک طے کرے؛ تاکہ گمراہی اور بدعت کی تاریکی میں نہ گرے۔

حضرت سہل بن عبداللہ تستری جو متقدمین صوفیاء میں امتیازی مقام ومرتبہ کے حامل تھے فرماتے ہیں: أُصُوْلُنَا سَبْعَةُ أَشْیَاءَ: اَلتَّمَسُّکُ بِکِتَابِ اللّٰہِ وَالإقْتِدَاءُ بِسُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم وَأَکْلُ الْحَلاَلِ وَکَفُّ الأذیٰ وَاجْتِنَابُ الْمَعَاصِی وَالتَّوْبَةُ وَأَدَاءُ الْحُقُوْقِ (التاج المکلل) ہمارے سات اصول ہیں: کتاب اللہ پر مکمل عمل، سنتِ رسول ﷺ کی پیروی، اپنی ذات سے کسی کو تکلیف نہ پہنچنے دینا، گناہوں سے بچنا، توبہ واستغفار، اور حقوق کی ادائیگی۔

سلطان الہند شیخ معین الدین اجمیریؒ کا یہ مقولہ تاریخِ اجمیر میں درج ہے:

''اے لوگو تم میں سے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ترک کرے گا، وہ شفاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محروم رہے گا۔''

حضرت میر سید اشرف سمنانیؒ مدفون کچھوچھا ضلع فیض آباد فرماتے ہیں:

''یکے از ہم شرائطِ ولی است کہ: تابعِ رسول علیہ السلام قولاً وفعلاً واعتقاداً بود (لطائف اشرفی)

ولی کی شرائط میں سے یہ بھی ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے قول، فعل اور اعتقاد میں پیرو ہو۔''

تصوف دراصل وہ رہنما ہے جو سالک کو ہر آن باخبر رکھتا ہے کہ دیکھنا کہیں مقصود نگاہ سے اوجھل نہ ہو جائے، وہ ہدایت کرتا ہے کہ جب تو بارگاہِ خداوندی میں نماز کے لیے کھڑا ہو اور یہ دیکھے کہ قبلہ رو ہے یا نہیں، جائے نماز اور کپڑے پاک ہیں یا نہیں، تو اسی کے ساتھ یہ بھی دیکھ کہ تیرا تصور پاک ہے یا نہیں، دل مالکِ کائنات کی طرف ہے یا نہیں، غرض تصوف ہر ہر قدم پر سالک کو خبردار رکھتا ہے کہ مقصودِ اصلی خدائے ذوالجلال والاکرام کے خیال سے دل غافل نہ ہونے پائے، ایک مرتبہ امام احمد بن حنبلؒ کے تلامذہ نے ان سے سوال کیا کہ آپ بشر حافیؒ کے پاس کیوں جاتے ہیں وہ تو عالم ومحدث نہیں ہیں؟ تو امام صاحبؒ نے فرمایا کہ میں کتاب اللہ سے واقف ہوں؛ مگر بشر اللہ سے واقف ہیں۔ عارف ہندی اکبرالہ آبادی مرحوم نے بہت خوب کہا ہے۔

قرآن رہے پیش نظر ، یہ ہے شریعت
اللہ رہے پیش نظر ، یہ ہے طریقت

اس حقیقت کو یوں بھی سمجھا جا سکتا ہے کہ فقیہ بھی ہدایت کرتا ہے کہ، اے بندے اللہ کا نام لے، اور صوفی بھی یہی کہتا ہے کہ اللہ کا نام لے؛ مگر اس طرح کہ وہ تیرے دل میں اتر جائے، یعنی صوفی کا کہنا یہ ہے کہ صرف زبان سے اللہ کا نام لینا کافی نہیں ہے، زبان کے ساتھ تیرا دل بھی ذاکر ہونا چاہیے؛ حاصلِ کلام یہ نکلا کہ تصوف یا احسان دل کی نگہبانی کا اصطلاحی نام ہے، حدیث جبرئیل میں ''اَنْ تَعْبُدَ اللّٰہَ کَأَنَّکَ تَرَاہُ فَإِنْ لَمْ تَکُنْ تَرَاہُ فَإِنَّہٗ یَرَاکَ'' کا جملہ اسی دل کی نگہبانی کی انتہائی بلیغ اور پیغمبرانہ تعبیر ہے، امام العرفاء سیدُالانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مختصر جملے سے احسان یا تصوف کی پوری حقیقت بیان فرما دی ہے؛ کیوں کہ راہِ تصوف کے تمام جہد وعمل، ذکر وفکر، محاسبہ ومراقبہ وغیرہ کا منشاء ومقصد یہی ہے کہ دل مشاہدہ وحضور کی متاعِ عزیز سے ہم کنار ہو جائے۔

تصوف کی مستند کتابوں مثلاً قوتُ القلوب از شیخ ابوطالب مکی، طبقات الصوفیہ از شیخ عبدالرحمٰن سلمی، حُلیۃُ الأولیا از ابونعیم اِصفہانی، الرسالۃ القُشیریۃ از امام قشیری— کشف المحجوب از شیخ علی بن عثمان ہجویری مدفون لاہور، تذکرۃ الاولیاء از شیخ فریدالدین عطار، عوارف المعارف از شیخ سہروردی، فوائد الفواد ملفوظات شیخ نظام الدین اولیاء، خیرالمجالس ملفوظات شیخ نصیرالدین چراغ دہلوی وغیرہ کے صفحے کے صفحے الٹ جایئے صرف زبانی ہی نہیں؛ بلکہ عملاً بھی کتاب وسنت کی تلقین ملے گی، اور معتمد طور پر یہ بات واضح ہوجائے گی کہ اکابر صوفیاء کے مجاہدات، ریاضات اور مراقبات کی اساس و بنیاد قرآن وحدیث کی تعلیمات ہی ہیں، اور ان کی پاکیزہ زندگیاں اسلام کی جیتی جاگتی تصویریں تھیں۔

اسلامی تعلیمات میں محبتِ الٰہی، مکارمِ اخلاق اور خدمتِ خلق کو بنیادی حیثیت دی گئی ہے، تصوف کی تعلیمات بھی انھیں ارکانِ ثلثہ پر مبنی ہیں، تاریخی شواہد کی بنیاد پر بلاخوفِ تردید یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ حضرات صوفیاء ہی نے اپنی عملی جدوجہد کے ذریعہ ہر زمانے میں اسلام کے اخلاقی وروحانی نظام کو زندہ رکھا، صوفیاء سے بڑھ کر تبلیغ اور تعمیرِ سیرت کا فریضہ کسی جماعت نے انجام نہیں دیا، متکلمین، معتزلہ اور حکماء نے صرف دماغ کی آبیاری کی جب کہ صوفیاء نے دماغ کے ساتھ دل کی تربیت اور اصلاح کی اہم ترین خدمت بھی انجام دی اور یہ بات کسی بیان وتشریح کی محتاج نہیں ہے کہ اسلام میں اصلی چیز دل ہے، نہ کہ دماغ؛ اگر دل فاسد ہوجائے تو دماغ کا فاسد ہوجانا یقینی ہے، چناں چہ نبیِ صادق ومصدوق صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ”أَلاَ إِنَّ فِي الْجَسَدِ مُضْغَةً إِذَا صَلُحَتْ صَلُحَ الْجَسَدُ كُلُّهُ وَإِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهُ أَلاَ وَهِيَ الْقَلْبُ“ انسان کے جسم میں ایک عضو ہے اگر وہ صالح ہوجائے تو سارا جسم صالح ہوجائے اور اگر وہ فاسد ہوجائے تو سارا جسم فاسد ہوجائے، آگاہ ہوجاؤ: وہ قلب ہے۔

حضرات علمائے کرام نے علمی ونظری دلائل سے اسلام کی حقانیت کو واضح کیا جب کہ حضرات صوفیاء نے اپنے اعمال واخلاق اور سیرت وکردار سے اسلام کی صداقت کو مبرہن اور آشکارا کیا، اس لیے تصوف یا طریقت شریعت سے الگ کوئی چیز نہیں ہے؛ بلکہ صحیح معنوں میں تصوف اسلام کا عطر اور اس کی روح ہے؛ لیکن کوئی انسانی تحریک خواہ وہ کتنی اچھی کیوں نہ ہو جب افراط وتفریط، عمل وردعمل کا بازیچہ بنتی ہے تو اس کی شکل مسخ ہوئے بغیر نہیں رہتی؛ چناں چہ متکلمین نے اسلام کو یونانی فلسفہ کی زد سے بچانے میں بڑی قابلِ قدر خدمت انجام دی ہیں؛ لیکن آگے

چل کر جب علم کلام کو شکوک وشبہات پیدا کرنے کا ذریعہ بنالیا گیا تو یہی علم کلام مسلمانوں میں ذہنی انتشار برپا کرنے کا سبب بن گیا، یہی حال تصوف کا بھی ہوا کہ تصوف کی ہمہ گیر مقبولیت اور ہر دلعزیزی دیکھ کر جاہل یا نقلی ارباب غرض، صوفیوں کے بھیس میں اس جماعتِ صوفیہ صافیہ میں درآئے اور اپنی مقصد برآری کے لیے شریعت وطریقت میں تفریق کا نظریہ شائع کردیا، مجاز پرستی، قبر پرستی، نغمہ وسرود کو روحانی ترقی کا لازمی جزو بنادیا اور دنیا پرستی سے گریز کو رہبانیت کی شکل دے دی مگر ہمیں اس حقیقت کو فراموش نہیں کرنا چاہیے کہ محققین صوفیا نے ہمیشہ ان گمراہیوں کے خلاف آواز بلند کی ہے، اوران فاسد عناصر کو تصوف سے خارج کرنے کے لیے ہمیشہ کوشاں رہے ہیں۔

اس جعلی اور غیر اسلامی تصوف کی بنا پر سرے ہی سے تصوف کا انکار کردیا جائے اور اسے نوع انسانی کے لیے بمنزلۂ افیون بتایا جائے اورالزام عائد کیا جائے کہ تصوف زندگی کے حقائق سے گریز کی تعلیم دیتا ہے اوراس نے مسلمانوں کے قوائے عمل کو مضمحل یا مردہ بنادیا ہے تو یہ سراسر ناانصافی اوراسلامی تصوف پر ظلم ہوگا۔

بدقسمتی سے خود مسلمانوں کا ایک طبقہ جو براہ راست اسلام اوراسلامی آثر کا مطالعہ کرنے کی بجائے مستشرقین اورعیسائی مصنّفین کے واسطہ اورانھیں کی مستعار عینک سے اسلامی علوم ومعارف کو دیکھنے کا عادی ہے، اسلامی تصوف پر اسی قسم کے بیجا اور غلط اعتراضات کرتا رہتا ہے، یہ بات حق وصداقت اور انصاف وعدالت سے کس قدر بعید ہے کہ ہدفِ ملامت تو بنایا جائے اسلامی تصوف کو اورقبائح مدنظر رکھی جائیں غیر اسلامی تصوف کی، اسلام کے ان نادان دوستوں نے اپنے اس رویہ سے نہ صرف علم وتحقیق کا خون کیا؛ بلکہ لاکھوں بندگانِ خدا کو تصوف کی حسنات وبرکات سے محروم کردیا۔ فَإِلَى اللّٰهِ الْمُشْتَكىٰ .

❁ ❁ ❁